Academic Discipline for Quranic Higher Education

تخصص علوم وحکمت قرآن کے لیے مقرر نصاب کے مطابق

غیر متبدل قوانینِ قرآن

قانونِ رزق کی بَسْت وکُشاد

الاستاذ: ابوالفضل نور احمد سندھی

ناشر

جامع مسجد ربانی، ہائی وے کالونی، سیکٹر C-18، اسکیم-33، نزد جمالی پُل، M-9 موٹروے، کراچی

فون: 0313-2707097

www.hikmatequran.org hikmatequran@gmail.com Hikmat-e-Quran Institute

رزق کسے کہتے ہیں؟

قرآنِ حکیم نے تمام کھانے پینے کی چیزوں کو رِزْقُ اللهِ کہا ہے۔

سورہ حجر میں مَعَايِشَ اور رزق ہم معنی استعمال ہوئے ہیں۔ (آیت ۲۰-) لہٰذا رزق میں انسان کا مال، مرتبہ اور علم یہ سب شامل ہو جاتے ہیں۔ (مفردات القرآن)

جب قرآنِ حکیم کہتا ہے کہ:

وَ اَنْفِقُوْا مِنْ مَّا رَزَقْنٰكُمْ (التغابن:۶۴)

"(یعنی جو کچھ مال و مرتبہ اور علم ہم نے تمہیں دے رکھا ہے اس میں سے صرف کرو" تو اس حکم میں یہ سب چیزیں ہوتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ رزق ہماری طرف سے ملتا ہے۔

نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَ اِيَّاهُمْ (الانعام:۱۵۱)

"ہم تمہیں بھی رزق دیتے ہیں اور تمہاری اولاد کو بھی۔"

وَ مَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللهِ رِزْقُهَا (ھود:٦)

"اور زمین میں چلنے والا کوئی جاندار نہیں ہے جس کی روزی کا انتظام اللہ پر نہ ہو۔"

هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللهِ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ (فاطر:۳)

"کیا اللہ کے بغیر بھی کوئی خالق ہے جو زمین و آسمان میں تمہیں رزق دے۔"

اِنَّ اللهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ ﴿۵۸﴾ (الذاریات:۵۸)

"اللہ ہی تو ہے رزق دینے والا، طاقتور اور مضبوط۔"

رزق کے لیے بھی مشیت کا قانون موجود ہے

قرآن حکیم کی سورہ زمر میں ارشاد ہوا ہے:

اَوَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾ (الزمر:۵۲)

"کیا ان لوگوں کو معلوم نہیں کہ اللہ اپنی مشیت سے رزق فراواں دیتا ہے اور اپنی مشیت سے ناپ تول کر دیتا ہے۔ اس میں مومنین کے لیے حقیقت تک پہنچنے کی نشانیاں ہیں۔"

ہم قانون مشیت کے باب میں پڑھ چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اشیائے کائنات کے امر اور خلق کے ساتھ ہی ان کے قوانین بنا لیے ہیں۔ لہٰذا اب وہ سب کچھ ان قوانین کے مطابق ہونا یہ اس کی مشیت یا لِمَنْ يَّشَآءُ ہے۔ وہ اپنی مشیت سے رزق فراواں کر دیتا ہے سے مراد جو قوم بھی رزق کے سلسلے میں بنائے ہوئے اللہ تعالیٰ کے قانون کے مطابق روش اختیار کرے گی تو اسے کشادہ رزق مل جائے گا۔ جو اس کی خلاف ورزی کرے گی تو اس کی مشیت کے قوانین کے مطابق اس کی روزی تنگ ہو جائے گی۔

رزق کے متعلق اللہ تعالیٰ کی مشیت کے قانون کو اس طرح بھی دیگر الفاظ میں ادا کیا جا سکتا ہے کہ اس قانون کے مطابق جو شخص رزق فراواں حاصل کرنا چاہے، اسے رزق فراواں مل جائے گا۔ اور جو نپی تلی روزی لینا چاہے اسے ویسی ہی روزی مل جائے گی۔

سورہ روم میں قانون رزق کا اطلاقی پہلو ان الفاظ میں سمجھایا گیا ہے:

وَاِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوْا بِهَا ؕ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ اِذَا هُمْ يَقْنَطُوْنَ ﴿۳۶﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۳۷﴾ (الروم:۳۷-۳۶)

”جب ہم انسان کو رزق فراواں عطا کرتے ہیں تو وہ بہت اتراتا ہے اور جب ان کے اپنے اعمال کی وجہ سے ان پر تنگی آتی ہے تو وہ مایوس ہو جاتا ہے۔ کیا ان کو معلوم نہیں ہے کہ اللہ اپنے قوانین مشیت لِمَنْ يَّشَآءُ کی رو سے رزق فراخ کر دیتا ہے اور انہی قوانین کے مطابق تنگ کر دیتا ہے۔ اس میں ان لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو (ان قوانین پر) ایمان رکھتے ہیں۔“

مذکورہ آیت میں لِمَنْ يَّشَآءُ کے معنی بلکل واضح ہو جاتے ہیں کہ جو شخص رزق فراواں لینا چاہے وہ اس قانون کے مطابق چلے، جو تنگی میں رہنا چاہے وہ اس کی خلاف ورزی کرے۔ روز کی تنگی کی مصیبتیں انسان کے اپنے ہاتھوں سے اس کی سرکشی، اس کے بخل، اس کی نافرمانیوں اور سئیات کی وجہ سے آتی ہیں۔

سورۃ بنی اسرائیل کی آیات ۲۶ سے ۲۹ میں بتایا گیا ہے کہ معاشرے میں انسانی بھلائیوں، انسانوں کے ساتھ حسنِ سلوک اور اچھے برتاؤ کا معاملہ ہو گا تو رزق میں کشادگی ہو گی اور جس معاشرے میں نفسا نفسی کا عالم ہو گا تو وہاں اقتصادی ناہمواریاں پیدا ہو جائیں گی۔ اس کے بعد ارشاد ہوا ہے۔

اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ﴿۳۰﴾

(بنی اسرائیل:۳۰)

”تمہارا پروردگار جس کی روزی چاہے فراخ کر دیتا ہے اور جس کی چاہے تنی تلی۔ وہ اپنے بندوں کی حالت کی خبر رکھنے والا اور سب کچھ دیکھنے والا ہے۔“

سورۃ سبا میں رزق کی بست و کشاد کا یہ قانون اس طرح بیان ہوا ہے:

قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ ۭ وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ

شَیۡءٍ فَهُوَ یُخۡلِفُهٗ ۚ وَهُوَ خَیۡرُ الرّٰزِقِیۡنَ ﴿۳۹﴾ (سبا:۳۹)

"ان سے کہہ دو کہ رزق کی بست وکشاد اللہ کے قانون مشیت کی رو سے ہوتی ہے (اور وہ قانون یہ ہے کہ) تم جس قدر رزق کھلا رکھو گے وہ کئی گنا ہو کر واپس ملے گا۔ یاد رکھو اللہ بہترین رزق دینے والا ہے۔"

یہاں رزق کی کشادگی کی کلید انفاق کو بتایا ہے۔ انفاق کا معنی ہے رزق کو کھلا رکھنا۔ ایک طرف سے آتا جائے دوسری طرف سے وہ اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے احکامات کے مطابق خرچ ہوتا جائے تو ایسے رزق میں کشاد کے ذرائع بڑھتے جاتے ہیں۔

سورہ النور میں قرآنِ حکیم نے اس حقیقت کو بڑے جامع انداز میں بیان کیا ہے کہ جو لوگ اپنے معاشروں کو اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے نور سے منور کرتے ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کی عطاؤں کو اپنی پاس امانت سمجھتے ہیں اور وہ اپنی بیع اور تجارت کو انفرادی مفاد پرستوں کے لیے ذریعہ نہیں سمجھتے بلکہ اللہ تعالیٰ کے قوانین کے مطابق خرچ کرتے ہیں۔ تاکہ اس دنیا کی زندگی کو آنے والی زندگی کی تیاری کے لیے وہ ذریعہ بنائیں تو اللہ تعالیٰ ان کی بھلائیوں کا بدلہ انہیں بطریق احسن دیتا ہے۔ اور رزق کی صحیح تقسیم کی وجہ سے ان میں مزید اضافہ کر دیتا ہے۔

لِیَجۡزِیَهُمُ اللّٰهُ اَحۡسَنَ مَا عَمِلُوۡا وَیَزِیۡدَهُمۡ مِّنۡ فَضۡلِهٖ ؕ وَاللّٰهُ یَرۡزُقُ مَنۡ یَّشَآءُ بِغَیۡرِ حِسَابٍ ﴿۳۸﴾ (النور:۳۸)

"یہ ان کے اعمال اس وجہ سے ہیں کہ اللہ ان کے کاموں کا بہتر سے بہتر بدلہ دے اپنے فضل سے ان کا اجر اور زیادہ کر دے وہ جسے دینا چاہتا ہے بے حساب دے دیتا ہے۔"

یہ بے حساب رزق اور خوشحالی اس کو مل سکتی ہے جو اُسے اللہ تعالیٰ کے قوانین مشیت کے رو سے حاصل کرنا چاہتا ہے۔ یہ بڑا اور اصل مقصد تو ایسا رفاحی اور فلاحی معاشرہ قائم کرنے سے حل ہو سکتا ہے لیکن اس کے باوجود انفرادی زندگی میں بھی اللہ

تعالیٰ کے قوانین انسان کے لیے رحمت بن جاتے ہیں۔

سورہ شوریٰ میں قرآن حکیم نے واضح کر دیا ہے کہ یہ انسانوں کی اپنی طلب، کوشش اور انتخاب پر ہے کہ وہ کس قسم کا رزق پسند کرتے ہیں جو ان کے لیے دنیا کی کھیتی بنے یا آخرت کی کھیتی۔ ایسا انتخاب انسان خود کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ذات اپنے بندوں کے لیے لطف و کرم والی ہے وہ اپنی مشیت کے قوانین کے مطابق رزق عطا کرتی ہے۔

اَللّٰهُ لَطِيْفٌۢ بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ﴿١٩﴾ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ ۚ وَمَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ ﴿٢٠﴾ (الشوریٰ:۲۰-۱۹)

”اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم بے پایاں ہیں وہ اپنے قانون مشیت کے مطابق رزق دیتا ہے (وہ اس طرح کہ) جو شخص آخرت کی کھیتی کا خواہشمند ہو ہم اس کے لیے اس کی کھیتی کو بڑھا دیتے ہیں اور جو شخص دنیاوی مفاد ہی چاہتا ہے ہم اسے بھی اس کی محنت کا ماحصل دے دیتے ہیں۔ اور آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں۔“

مذکورہ آیت میں انسان کی اپنی چاہت کو مَّنْ یُّرِیْدُ کہا گیا ہے۔ یعنی جو شخص یوں چاہے ہم اس کے لیے یوں کر دیتے ہیں تو یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ کے معنی ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کا قانون مشیت اس طرح پروگرام ہوا ہے کہ جو جیسا چاہتا ہے تو اس کے مطابق اسے رزق مل جاتا ہے۔

رزق کی تقسیم کا نظامِ الٰہی

انسانوں کے لیے اکتسابِ رزق میں بنیادی طور پر دو عوامل کار فرما ہوتے ہیں۔

ایک وہ وسائل اور اسباب ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مفت اور بلا معاوضہ اُسے ملتے

ہیں۔ مثلاً زمین اور جو کچھ اس کے اندر ہے اور روشنی، حرارت، ہوا، پانی وغیرہ انہیں اللہ تعالیٰ نے نعمتیں بتایا ہے۔ دوسرا انسان کی اپنی سعی اور کوشش ہے۔ جن چیزوں کو بھی اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتیں بتایا ہے وہ سب کے لیے یکساں ہوتی ہیں۔ اب انسانوں کی معیشت میں درجات کا فرق انسان کی اپنی سعی و کوشش کارہ جاتا ہے۔ اور درجات کا قانون قرآن حکیم نے واضح بتادیا ہے کہ:

وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا (الانعام:۱۳۲)

"ہر ایک کے درجات اس کے اعمال کے مطابق متعین ہوتے ہیں۔"

اس کی تشریح قرآن حکیم میں متعدد مقامات پر اعمال کی نسبت سے بتائی گئی ہے۔ مثلاً سورہ نساء میں یہ اصول بتایا گیا ہے مجاہدین یعنی جدوجہد کرنے والوں کے درجات قاعدین یعنی بیٹھے رہنے والوں یا تساہل برتنے والے لوگوں سے بلند ہوتے ہیں۔ (آیت ۹۵) سورۃ التوبہ میں بتایا گیا ہے کہ حاجیوں کے لیے سبیلیں لگانے والوں یا مسجد الحرام کی تزئین و آرائش کرنے والوں کے مقابلہ میں مجاہدین اور ہجرت کرنے والوں کے درجات بلند ہوتے ہیں۔ (آیت ۱۹) اسی طرح کی اور مزید آیات بھی ہیں۔

اب رزق کی تقسیم میں درجات پر بھی اللہ تعالیٰ کا یہی قانون کام کرتا ہے۔ فرمایا:

نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ رَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا وَ رَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ۝۳۲

(الزخرف:۳۲)

"ہم نے دنیاوی زندگی میں ان کے درمیان ان کی معیشت تقسیم کردی ہے اور ایک کو کئی درجے دوسرے پر بلند کیا کہ ایک دوسرے کو اپنے کام میں مدد کے لیے لے سکیں اور تیرے رب کی رحمت بہتر ہے سب چیزوں سے جو وہ سمیٹتے ہیں۔"

اس آیت میں قَسَمْنَا کا مفہوم بھی ”قسمت“ متعین ہو جانا نہیں بلکہ فَضَّلْنَا ہی کی طرح ہے۔ قَسَمْنَا کے بعد جو وَ رَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ فرمایا تو اس سے خود تقسیم رزق کا اصول واضح ہو جاتا ہے۔

رزق کے دَرَجٰتٍ میں پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ ان کا بنیادی تعلق مواقع اور سعی و عمل کے ساتھ ہے۔ لیکن ان کے ساتھ انسانی صلاحیتوں کا عنصر بھی کار فرما ہوتا ہے۔ ایک ریاست ان عوامل کی کمی بیشی کو اپنے نظام کے ساتھ متوازن کرتی ہے۔ لیکن جہاں ریاست یہ کام نہیں کرتی ہو تو وہاں اہل ایمان انفرادی طور پر یا نظمِ اجتماعی سے ایسا کرنے کے پابند ہیں۔ لہٰذا اسی پابندی کی صورت میں وہ رزق کی کشاد کے الٰہی قوانین سے بہرہ ور ہو سکتے ہیں۔

قرآنِ حکیم نے اس کے لیے یہ ذمہ داری واضح کر دی ہے۔ فرمایا:

وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِى الرِّزْقِ فَمَا الَّذِيْنَ فُضِّلُوْا بِرَآدِّيْ رِزْقِهِمْ عَلٰى مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ﴿٧١﴾ (النحل:۷۱)

”اور (دیکھو!) اللہ نے تم میں سے بعض کو بعض پر باعتبار روزی کے برتری دی ہے (کہ کوئی زیادہ کماتا ہے کوئی کم کماتا ہے) پھر ایسا کیوں نہیں ہوتا کہ جس کو زیادہ روزی دی گئی ہے وہ اپنی روزی اپنے زیر دستوں کو لوٹا دے، حالانکہ سب اس میں برابر کے حقدار ہیں۔ پھر کیا یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے صریح منکر ہو رہے ہیں۔“

مذکورہ آیت میں واضح ہدایت دی گئی ہے کہ جو لوگ اپنی برتر صلاحیتوں اور مواقع کی بنا پر جو زیادہ کمائی کرتے ہیں تو اسے اپنا ذاتی کمال اور ملکیت قرار دے کر اس کے مالک نہ بن بیٹھیں بلکہ اُسے اپنے ان ماتحتوں کی طرف لوٹا دیں جن کی کمائی ان کی ضروریات کے لیے کافی نہیں ہوتی۔ جب ان کی کمائی میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شمول

بھی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کے صریح منکر کیوں ہو رہے ہیں، وَ مَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ (النحل:۵۳)"جو چیزیں تمھیں اللہ کی نعمتوں کے بطور ملتی ہیں وہ تمہاری اپنی نہیں ہوتیں اور وہ امانت ہوتی ہیں جو حقداروں کو لوٹانا ہوتی ہیں۔

رزق میں کشاد کے قوانین

(۱) قرآن حکیم الکتٰب ہے اور اس میں جا بجا الٰہی قوانین پلٹا پلٹا کر بتائے گئے ہیں۔ رزق کی کشادگی کی کئی آیات ہم محکم قوانین کی صورت میں پاتے ہیں، جو اس طرح ہیں:

ایمان اور عمل صالح کے نتیجہ میں سلامتی اور عزت کی روزی ہے۔ فرمایا:

فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝ (الحج:۵۰)

"جو لوگ ایمان لائے اور اعمال صالحہ کیے ان کے لیے مغفرۃ اور رزق کریم ہے۔"

مَّغْفِرَةٌ کی معنی اپنے اعمال سے اللہ تعالیٰ کے بخشائشوں کے نظام سے خود کو محفوظ کرنا یعنی سلامتی پانا ہے۔

رِزْقٌ كَرِيْمٌ عزت کی روزی یعنی سامانِ زندگی وافر بھی ہو اور عزت کے ساتھ ہو۔ جس میں مزید محتاجی نہ ہو۔ لیکن یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے قوانین رزق کے تابع زندگی بسر کرنے سے ہی مل سکتا ہے۔ اس دنیا میں بھی اور بعد میں آنے والی ابدی زندگی میں بھی۔

(۲) اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں اور انفاق کرنے والوں کے لیے عزت کی روزی ہے۔ ارشاد ہوا:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَ اِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّ عَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ

يُنۡفِقُوۡنَ ۝۳ اُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ حَقًّا لَهُمۡ دَرَجٰتٌ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ وَ مَغۡفِرَةٌ وَّ رِزۡقٌ كَرِيۡمٌ ۝۴ (الانفال:۴-۲)

"مومنوں کی شان تو یہ ہے کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل دہل جاتے ہیں۔ اور جب ان کی آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو ان کے ایمان کو اور زیادہ کر دیتی ہیں، اور وہ ہر حال میں اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ جو صلوٰۃ قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں دے رکھا ہے اس کو خرچ کے لیے کھلا رکھتے ہیں، بلاشبہ ایسے ہی لوگ حقیقی مومن ہیں، ان کے لیے ان کے پروردگار کے ہاں بڑے مرتبے ہوئے اور مغفرۃ ہوئی اور بڑی خوبی اور عزت والی روزی۔"

اس آیت میں ڈرنے سے مراد اللہ تعالیٰ کے قوانین کی کامل اطاعت اور ان کی خلاف ورزی سے بچنا ہے۔ توکل سے مراد اللہ تعالیٰ کی راہ میں مسلسل سعی اور جدوجہد ہے۔ اسی طرح مومنین کی دیگر صفات میں صلوٰۃ کا قیام اور اپنے مال و دولت کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کے لیے ہمیشہ کھلا رکھنا ہے۔ تمام انسانوں کی جتنی بھی کمائی ہو اس میں اپنی بنیادی ضروریات کے بعد اس کو خرچ کرنے کا عمل انفاق ہے۔ قرآن حکیم نے تقویٰ تزکیہ اور احسان کی بنیادیں اسی انفاق سے وابستہ رکھی ہیں۔ مثلاً ان آیات پر نظر ڈالیے:

مَنۡ اَعۡطٰى وَ اتَّقٰى ۝۵ (اللیل:۵) تقویٰ کی انفاق سے وابستگی

الَّذِىۡ يُؤۡتِىۡ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى ۝۱۸ (اللیل:۱۸) تزکیہ کی انفاق سے وابستگی

وَ اَحۡسِنُوۡا ۚ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الۡمُحۡسِنِيۡنَ ۝۱۹۵ (البقرہ:۱۹۵) احسان کی انفاق سے وابستگی

انفاق کے نتائج قرآن حکیم نے اس طرح بتائے ہیں: فرمایا:

وَ مَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ اللّٰهِ ؕ وَ مَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ﴿۲۷۲﴾ (البقرہ:۲۷۲)

”اور جو اچھا مال بھی تم خرچ کرو وہ تمہیں (پورا پورا) واپس کر دیا جائے گا اور تم پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔“

یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ضمانت ہے کہ جو مال بھی اللہ کی راہ میں دیا جائے گا کم از کم اس کی اصل مقدار لازمی طور پر انفاق کرنے والے کو واپس مل جائے گی۔ وہ انفاق کبھی بھی بوجھ یا پچھتاوے کا سبب نہیں بنے گا۔ ارشاد ہوا:

مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗۤ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً ؕ وَ اللّٰهُ يَقْبِضُ وَ يَبْصُۜطُ ۪ وَ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۴۵﴾ (البقرہ:۲۴۵)

”کوئی ہے کہ اللہ کو قرض حسنہ دے اور وہ اس کے بدلہ میں اس کو کئی حصے زیادہ دے۔ یاد رکھو دولت کا گھٹنا بڑھنا اللہ کے قانون کے مطابق ہوتا ہے (بدلے کے لیے تمہیں اور تمہارے اعمال کا) اُسی طرف ہی پلٹنا ہے۔“

اللہ کی راہ میں خرچ کو قرض اس لیے کہا گیا ہے کہ بظاہر ایسا نظر آتا ہے کہ یہ دولت آدمی کے ہاتھ سے نکل کر کسی اور کے پاس چلی جاتی ہے، لیکن یہ حقیقت میں انفاق اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ہو کر وہاں سے کئی گنا بڑھ کر تمہارے پاس واپس آرہا ہوتا ہے۔ فرمایا:

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَ اللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۶۱﴾ (البقرہ:۲۶۱)

”جو لوگ اللہ کی راہ میں اپنا مال خرچ کرتے ہیں ان کی نیکی (اور نیکی کی برکتوں کی) مثال اس بیج کے دانے کی سی ہے جو زمین میں بویا جاتا ہے (جب بویا گیا تھا تو صرف ایک دانہ تھا، لیکن جب بار آور ہوا تو) ایک دانے سات بالیں پیدا ہو گئیں اور ہر بال سے سَو دانے نکل آئے (یعنی خرچ کیا ایک اور بدلے میں ملے سینکڑوں) اور اللہ جس کے لیے چاہتا ہے اس

سے بھی دگنا کر دیتا ہے وہ بڑی ہی وسعت رکھنے والا اور سب کچھ جاننے والا ہے۔"

اس آیت میں سَبۡعَ کا لفظ صرف ۷ ہندسے کی ترجمانی نہیں کرتا بلکہ یہ بار بار یا لاتعداد کے معنی میں ہے جیسے ہم عام طور پر کہتے ہیں کہ اسے پچاس بار سمجھایا ہے پھر بھی باز نہیں آتا۔ تو اس کے معنی بھی گنتی کے پچاس بار نہیں ہوتیں بلکہ لاتعداد بار ہوتی ہیں۔ وَ اللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنۡ يَّشَآءُ میں پھر تاکیداً بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا دینے والا قانون مشیت بڑی فراخیاں اپنے اندر رکھتا ہے۔

اَلَّذِيۡنَ يُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَهُمۡ بِالَّيۡلِ وَ النَّهَارِ سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً فَلَهُمۡ اَجۡرُهُمۡ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ‌ۚ وَلَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ ﴿۲۷۴﴾ (البقرہ:۲۶۱)

"جو لوگ رات کی تاریکی میں اور دن کی روشنی میں پوشیدہ طور پر اور کھلے طور پر اپنا مال خرچ کرتے ہیں تو یقیناً ان کے پروردگار کے حضور ان کا اجر ہے۔ اور وہ خوف و خطرے اور رنج و غمگینی کی زندگی سے باہر ہوتے ہیں۔"

سورہ الدھر میں ایسے افراد کو جو مسکین، یتیم اور اسیر کو کھانا کھلاتے ہیں ان کے متعلق اللہ کا فرمان ہے کہ وہ ضرور انہیں قیامت کے ضرر سے بچالے گا اور انہیں خوشی بخشے گا(الدھر ۸-۱۱) یہی وہ لوگ ہیں جو اپنے رب کی خوشنودی حاصل کرتے ہیں اور انہی سے ان کا ربّ راضی ہوتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

الَّذِىۡ يُؤۡتِىۡ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى‌ۚ ﴿۱۸﴾ وَمَا لِاَحَدٍ عِنۡدَهٗ مِنۡ نِّعۡمَةٍ تُجۡزٰٓى ۙ‏ ﴿۱۹﴾ اِلَّا ابۡتِغَآءَ وَجۡهِ رَبِّهِ الۡاَعۡلٰى‌ۚ ﴿۲۰﴾ وَلَسَوۡفَ يَرۡضٰى ﴿۲۱﴾ (اللیل:۱۸-۲۱)

"جو پاکیزہ ہونے کی خاطر اپنا مال دیتا ہے۔ اور اس پر کسی کا احسان نہیں ہے جس کا اسے بدلہ دینا ہو۔ اس کا مقصد تو اپنے ربّ اعلیٰ کی رضا جوئی ہے اور وہ (اپنے مالک کے انعام سے) ضرور راضی ہو گا۔"

انفاق کے عمل کا ایک نتیجہ یہ بھی نکلتا ہے کہ اللہ اس عمل کے کرنے والے کے لیے زندگی کی آسانیاں پیدا کر دیتا ہے اور زندگی کی مشکلات ان سے دور کر دیتا ہے۔ فرمایا:

فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَ اتَّقٰى ﴿۵﴾ وَ صَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ﴿۶﴾ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى ﴿۷﴾

(اللیل:۷-۵)

"پس جس نے (اللہ کی راہ میں) دیا اور تقویٰ اختیار کیا اور (اللہ کی بتائی ہوئی) بھلی بات کی تصدیق کی تو اس کے لیے ہم آسانی کی راہ ہموار کر دیں گے۔"

(۳) رزق میں کشاد کا ایک قانون انسان کے اپنے مال اور اپنی جان سے جہاد و کوشش سے متعلق ہے۔ فرمایا:

وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ هَاجَرُوْا وَ جٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ الَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّ نَصَرُوْۤا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۷۴﴾ (الانفال:۷۴)

"اور جو لوگ ایمان لائے اور (اُسی ایمان کی خاطر) وطن سے ہجرت کر گئے اور اللہ کی راہ میں لڑتے رہے اور جنہوں نے (ہجرت کرنے والوں کو) جگہ دی اور ہر طرح سے مدد کی تو یہ ہیں وہ لوگ جو فی الحقیقت مومن ہیں۔ (ایسے ہی پکے اور سچے مومنوں کے لیے سامانِ حفاظت اور عزت کے رزق کی فراوانیاں ہیں۔"

(۴) عملوا الصالحات اور اس پر استقامت و دوام کے نتیجہ میں آسان اور عزت کے رزق کا وعدہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کے مخلص بندے جو اپنے عملوں میں اپنی ذمہ داریوں اور اپنی ڈیوٹیوں میں سچے اور کھرے ہیں، اور انسان دوست ہیں، ان بندوں کے لیے ان کے اخلاص اور ذمہ داری کو سرانجام دینے کے نتیجہ میں رزقِ معلوم کا وعدہ ہے۔ ارشاد ہے:

اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿٤٠﴾ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ ﴿٤١﴾ (الصّٰفّٰت:۴۰-۴۱)

”مگر جو اللہ کے مخلص بندے ہیں یہی (وہ) لوگ ہیں جن کے لیے رزق معلوم ہے۔“

عفت و عصمت اور ازدواجی تعلق میں ایک دوسرے کے احترام کی زندگی بھی سلامتی اور معزز رزق کا ذریعہ ہے۔ فرمایا:

وَ الطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَ الطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ ۚ اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿٢٦﴾ (النور:۲۶)

”پاک عورتیں پاک مردوں کے لیے ہیں اور پاک مرد پاک عورتوں کے لیے۔ یہ پاک لوگ ان بد گویوں کی باتوں سے بری ہیں اور ان کے لیے سلامتی اور معزز رزق ہے۔“ فرمایا:

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ (النحل:۹۷)

”جس کسی نے اچھا کام کیا خواہ مرد ہو یا عورت اور وہ ایمان بھی رکھتا ہے تو (یاد رکھو!) ہم ضرور اسے (دنیا میں) اچھی زندگی بسر کرائیں گے۔“ فرمایا:

لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَ يَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿٣٨﴾ (النور:۳۸)

”(وہ یہ سب کچھ کیوں کرتے ہیں؟) اس لیے کہ اللہ انہیں ان کے کاموں کا بہتر سے بہتر بدلہ دے (اور صرف اتنا ہی نہیں بلکہ) اپنے فضل سے ان کا اجر اور زیادہ کر دے۔ اللہ (اپنے قوانین مشیت سے) جسے دینا چاہتا ہے بے حساب دے دیتا ہے۔“

رزق میں بست (تنگی) کے قوانین

یہ ہم جان چکے ہیں کہ رزق کی کشاد اور بست اللہ تعالیٰ کی مشیت کے قوانین کے نتیجہ میں ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے ان قوانین کی اطاعت سے رزق میں کشاد یا اضافہ ہوتا ہے اور جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کے ان قوانین کا انحراف کرے گا تو اس کے نتیجہ میں انہیں ان نعمتوں سے محروم کر دیا جاتا ہے۔

(۱) پہلا قانون، ارشاد خداوندی ہے:

وَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَ الْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿۱۱۲﴾ (النحل:۱۱۲)

"اور (دیکھو!) اللہ نے ایک مثال بیان کی: ایک بستی تھی جہاں ہر طرح کا امن چین تھا۔ ہر جگہ سے سامان رزق آتا رہتا تھا اور ہر شخص کشادگی سے کھاتا پیتا تھا۔ لیکن پھر ایسا ہوا کہ انہوں نے اللہ کی نعمتوں سے کفران برتا اور ناشکری کی تو اللہ نے بھی ان کے کاموں کی پاداش میں انہیں نعمتوں سے محروم کر دیا۔ (پھر نعمتوں کی جگہ) بھوک اور (اطمینان کی جگہ ان پر) خوف چھا گیا۔"

اللہ تعالیٰ نے انہیں بھوک اور خوف کے عذاب کا مزہ چکھایا، یہ سب ان کی اپنی کارستانیوں کا نتیجہ تھا۔ اسی طرح قرآن حکیم نے اہل سبا کے متعلق بتایا ہے کہ انہیں بڑی خوشحالی حاصل تھی لیکن انہوں نے فصلوں اور باغوں کی طرف سے بے اعتنائی برتی تو وہ سب تباہ و برباد ہو گئے۔ (سورہ سبا: ۱۵۔۱۶)

(۲) دوسرا قانون، ارشاد ہوا:

وَ مَنۡ اَعۡرَضَ عَنۡ ذِكۡرِیۡ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيۡشَةً ضَنۡكًا وَّ نَحۡشُرُهٗ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ اَعۡمٰى ﴿۱۲۴﴾

(طٰہٰ: ۱۲۴)

”جو میرے ذکر سے اعراض کرے گا اس کی معیشت تنگ ہو جائے گی اور قیامت کے دن اسے ہم اندھا کر کے اٹھائیں گے۔“

(۳) تیسرا قانون

بخل انفاق کی ضد ہے۔ جس طرح انفاق سے مراد اپنی ضروریات سے زائد مال کو اللہ کی راہ میں کھُلا رکھنا ہے اسی طرح بخل سے مراد ہے کہ انسان کہ اپنا زائد از ضرورت مال بھی اپنی ذات کے لیے بند رکھے۔ اس وجہ سے دوسرا کتنا ہی ضرورتمند کیوں نہ ہو بخیل اس کی ضرورتوں سے بے پرواہ ہوتا ہے۔ یہ بخل اور بے پرواہی یا استغنٰی اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں اس لیے وہ زندگی کی آسانیوں سے محروم ہو جاتا ہے۔ فرمایا:

وَ اَمَّا مَنۡۢ بَخِلَ وَ اسۡتَغۡنٰى ۙ﴿۸﴾ وَ كَذَّبَ بِالۡحُسۡنٰى ۙ﴿۹﴾ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلۡعُسۡرٰى ؕ﴿۱۰﴾ وَ مَا يُغۡنِىۡ عَنۡهُ مَالُهٗۤ اِذَا تَرَدّٰى ؕ﴿۱۱﴾ (اللیل: ۸-۱۱)

”اور جس نے بخیلی کی اور لاپرواہی برتی اور (اللہ کی بتائی ہوئی) نیک بات کی تکذیب کی تو ہم بھی اس کے لیے تنگی اور مشکل کا سامان آسان کر دیں گے، اس کا مال اسے اوندھا کرنے کے وقت کچھ کام نہیں آئے گا۔“